اسلام' محض سنہرا خواب؟

محترم خرم مرادؒ نے جماعت اسلامی لاہور کی امارت کے دور میں جماعت کا ایک تعارف لکھا تھا جو بڑے پیمانے پر تقسیم کیا گیا۔ اس پر ایک ساتھی نے اپنا تاثر لکھا جس کا انھوں نے جواب دیا۔ یہ ہم شائع کر رہے ہیں۔ جواب سے ہی سوالات کی وضاحت ہو جاتی ہے (ادارہ)۔

ج : میں آپ کا شکرگزار ہوں کہ آپ نے میری تحریر "آپ جماعت اسلامی کا ساتھ کیوں دیں؟" پر اپنے خیالات کا صاف گوئی کے ساتھ اظہار کیا۔

آپ نے اس تحریر کو مبہم اور غیر ضروری معاملات پر مشتمل سمجھا ہے۔ آپ غور کریں تو بحیثیت مسلمان' امت مسلمہ کے مشن اور مقصد اور بنیادی فریضہ کو ادا کرنے کا پیغام' نہ مبہم ہے' نہ غیر ضروری۔ اگر کوئی فریضہ نماز کی ادائگی کی دعوت دے تو نہ یہ مبہم ہے نہ غیر ضروری۔ یہی حیثیت اقامت دین کی دعوت کی ہے۔ اب یہ تو آپ ہی بتا سکتے ہیں کہ اس میں کیا بات غیر ضروری ہے یا غیرواضح۔ دوسری بات اس ملک و قوم کے امراض کی نشان دہی ہے۔ وہ بھی بہت واضح ہے اور ضروری امر ہے۔

اسلامی نظام کے ذریعے عام آدمی کے مسائل حل کرنے کی منزل کو آپ نے سنہری خواب سمجھا ہے۔ اول تو سنہری خواب دیکھے بغیر نہ فرد کوئی بڑا کام کر سکتا ہے' نہ جماعتیں اور قومیں۔ جب حضرت موسیٰؑ نے بنی اسرائیل کو فرعون سے آزادی کا خواب دیا تو ان کو بھی وہ سنہرا خواب ہی نظر آیا تھا۔ جب رسولؐ اللہ نے خانہ کعبہ میں اس دور کی پیش گوئی کی تھی' اور اس وقت لوگ بھی مٹھی بھر تھے اور طریق کار بھی غیر معلوم' کہ ایک عورت عرب کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک سفر کرے گی اور اس کو اللہ کے علاوہ کسی کا خوف نہ ہوگا' یا جب آپؐ نے سراقہ کو کسریٰ کے کنگن پہننے کی بشارت دی تھی' یا جب عدی بن حاتم سے یہ کہا تھا کہ ایک شخص سونا ہاتھ میں لے کر نکلے گا اور کوئی لینے والا نہ ملے گا' تو یہ سب سنہری خواب ہی لگے ہوں گے۔ اسی طرح ۱۹۴۵ء میں پاکستان بھی ایک سنہرا خواب ہی تھا۔ یقین اور عزم سے' اور جدوجہد سے' سنہرے خواب عملی جامہ پہن لیتے ہیں۔ کم ہمتی اور مایوسی سے ہونے والی چیزیں محض خواب ہی رہ جاتی ہیں۔ اگر گذشتہ ۴۰ سال میں کچھ نہیں ہو سکا تو وہ میرے اور آپ کے جیسے لوگوں کی اس روش کی وجہ سے ہی نہیں ہو سکا ہے کہ ہمارے کرنے سے کیا ہو گا؟ آج تک کون کیا کر سکا ہے؟ ہماری تحریر میں یہی دعوت ہے کہ اگر ہر وہ شخص جو اس دعوت کے حق ہونے کو مانے' اپنا فرض ادا کرنے کے لیے کھڑا ہو جائے اور تاویلات و عذرات کی پناہ گاہ میں نہ چھپے' تو ۴۰ سال کیا' ۴۰ ماہ میں بھی بہت کچھ ہو سکتا ہے۔

- آپ نے لکھا ہے کہ کون سی جماعت ہے جو دعویٰ نہیں کرتی' تو میرے بھائی' زندگی کے اور کس شعبے

میں' جہاں مدعی بہت ہوں لیکن کام ضروری ہو' یہ بہتات ہماری راہ میں رکاوٹ بن جاتی ہے؟ ڈاکٹر بہت سارے ہوتے ہیں لیکن مرض کا علاج کرنا ہوتا ہے تو ہم کسی نہ کسی ڈاکٹر کا ہاتھ پکڑ ہی لیتے ہیں۔ بیٹی کے کئی رشتے آجائیں تو کسی نہ کسی کے ہاتھ میں اس کا ہاتھ تھما ہی دیتے ہیں۔ پھر صرف دین کے فرائض کو ادا نہ کرنے کے لیے یہ بہتات سنگ گراں کیوں بن جائے!

نوجوانوں سے غلطیاں ہوں تو ان کا انکار نہیں' لیکن آپ کا یہ تاثر کہ جماعت' طلبہ کے ایک خاص طبقے کے ذریعے شورش' بے چینی اور بدامنی کی ذمہ دار ہے' کسی غلط فہمی یا غلط اطلاع کا نتیجہ ہے۔ یہ شورش اور بدامنی تو طلبہ کی جائز سرگرمیوں پر پابندی اور تعلیمی اداروں میں حکومت کے مسلح غنڈوں کے چھوڑے جانے کا نتیجہ ہے۔ جمعیت سے متعلق کوئی نوجوان غلطی بھی کر سکتا ہے لیکن جمعیت کا ایک عام نوجوان تو مطالعہ' کردار سازی' شب بیداری' اسٹڈی سرکل اور دعوت دین کے کام میں اپنی زندگی لگاتا ہے۔

آپ نے سیاست سے علیحدہ ہو کر فلاحی' تعلیمی اور اصلاحی کام کرنے کا مشورہ دیا ہے تو شاید اس لیے کہ آپ نے سیاست کے مفہوم پر غور نہیں کیا۔ فلاحی اور تعلیمی کام اگر تبدیلی معاشرہ کے لیے ہو تو سیاسی کام ہے' اور سیاست اگر اچھے معاشرے کی تعمیر کے لیے ہو تو فلاحی اور تعلیمی کام ہے۔ اگر آپ کا یہ خیال ہے کہ تعلیمی کاموں سے مقبولیت حاصل کر کے سیاست کی جائے تو اس کا مرحلہ کبھی نہ آئے گا۔ فلاحی مقبولیت کا اپنا مقام ہے' دینی مقبولیت کا اپنا۔ اور سیاست تو پھر جنرل ضیا یا پیپلز پارٹی جیسی جماعتوں کا اجارہ رہے گی۔

امید ہے آپ مندرجہ بالا گزارشات پر غور کریں گے تو صحیح راہ پائیں گے اور دل و جان سے اس مقصد کے لیے کام کرنے کے لیے کھڑے ہو جائیں گے جو جماعت کا مقصد ہے۔ زندگی بہت مختصر ہے' موت سر پر کھڑی ہے' کچھ کر لیجیے اس سے قبل کہ مہلت عمل ختم ہو جائے۔ قیل و قال کچھ کام نہ آئے گی' عمل ہی کم آئے گا (خرم مراد' اگست ۱۹۸۸ء)۔

ماہنامہ ترجمان القرآن

انٹرنیٹ پر دیکھا جاسکتا ہے

www.tarjumanulquran.com

E-mail: tarjuman@pol.com.pk